Younas Mateen: A Prime Voice in Modern Urdu Poem

**یونس متین : جدید اردو نظم کی ایک منفرد آواز**

Khalid Hussain[[1]](#footnote-1)

**Abstract**

Younas Mateen is an important poet of modern Urdu Nazm. Urdu Nazm has been on the move on the path of evolution since its very inception. All the experiments ever did with its form have great importance in Modern Urdu literature. In light of the continuity of these experiments, it can be rightly said that Younas Mateen has a masterly understanding of writing poems because of his unique style and expression of inner feelings. The subjects on which Younas Mateen has written are diverse. He comes before us as a fine poet and an artist with a skeptical personality. His Nazm is particularly important because of its intellectual diversity and depth of meaning. Some of his poems are masterpieces. As he had the privilege of visiting a number of countries, the strength of his observation is vigorously visible in his poems. The presence of this observational strength, knowledge of international political turmoil and expansive information has breathed in an element of universality in his poems. All this makes him a poet apart from other Urdu poets. With the passage of time, his poetry will continue to open new gates of understanding and enlightenment for the readers.

Keywords: Unrestrained and exaggerated enthusiasm, Surging innovation, Popular Thoughts, Exploring the Meanings, Dianoetically discursive, Skeptical personality



This is an open access article distributed under the terms of [CC-BY-4.0](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/), which permits unrestricted use, distribution, reproduction and adaptation in any medium and for any purpose with proper attribution to the original author(s), title, journal, and URL.

بنیادی طور پر شاعر اپنے فکری تنا ظر کے حوالے سے ہمیشہ خود کو ہی دریا فت کر تا ہے ۔ دریا فت کا یہ عمل اس کی ذات سے اس حد تک جڑا ہے کہ ظاہر و باطن اک عجیب فیو ژن ( ہم آہنگی ) کی تصویر بن کر اْ بھرتا ہے۔ گویا ہر شاعر اپنی روح کے اس سفر میں اپنے معروض سے اْبھر ی تصا ویر کو ہی جہاں تہا ں بکھیرتا ہے ۔ یو نس متین کے ہاں بھی اس کی شاعری در حقیقیت اس کی اپنی دریافت کا عمل ہے جس میں اس نے بہت سے تصوراتی سفر کیے ہیں۔ مسافرت کی ہر منزل پہ اس نے اسا طیر کے رموز و علا ئم کے درپن میں اپنے گردو نواح کو رنگ بدل بدل کر دیکھا ہے اس لیے اس کا شعری سفر پینورامک ہے اور وہ ہمہ جہت زندگی کی نشا ط انگیزی کے ساتھ ساتھ اس کے دکھوں اور اذیتوں کو بھی اپنی شا عری کا حصہ بنا تا ہے ۔ وہ رواں دواں شا عری کے نمو نےتخلیق کرنے پر قادر ہے ۔ یو نس متین کی شاعری اپنے فکری ارتقا ء کے لیے ملک کے معروف سفر نامہ نگاروں سے اپنا رس کشید کر تی ہے ۔

یونس متین کی ابتدائی شاعری روایتی غزل سے نمو پا کر نظم کے سا نچے میں ڈھلی ہے ۔ اس لیے ان کی نظموں میں بھی تغزل کے عناصر چھا ئے نظر آتے ہیں ۔ اس کی لا ئنیں اور بند مسلسل تغزل میں گند ھے ہو ئے محسوس ہو تے ہیں۔ گو وہ مختلف انداز سے نظم اور غزل کے درمیان حدِ فا صل قا ئم کر نے کی کو شش کر تا ہے لیکن غزل میں اس کی تربیت کی وجہ سے وہ اس حصار سے نکلنے سے قا صر ہے ۔ یوں اس کا شعر ی اثا ثہ غزل کی تہذیبی روایت سے جڑا ہے ۔

 " ان کی پہلا شعری مجمو عہ ( ایک چکر ہے مرے پا ؤں میں ) در حقیقت یورپ کا تصوراتی سفر ہے جو کہ شاعر نے جسما نی طور پر تو نہیں کیا لیکن اپنے زور قلم سے ایک ایسی فضا تخلیق کی ہے جوقاری کو اپنی گرفت میں لیتی ہے اس ضمن میں ان کی کتاب پر تبصرہ کر تے ہو ئے عارف والا کے بزرگ شاعر قاضی ظفر اقبال فرما تے ہیں کہ " ایک چکر ہے مرے پا ؤں میں " اردو ادب کا پہلا مبسوط منظوم سفر نا مہ ہے لیکن میں بصد احترام ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس سے پہلے بھی اردو ادب میں مبسوط منظوم سفر نا مے مو جو د ہیں ۔" ۱؂

اپنے پہلے شعری مجمو عے میں اس کی شاعری حسن و محبت کے معمو لی جذبوں سے لبر یز ہے لیکن ان جذبوں کو وہ ایک کھلنڈرے بچے کی طرح قوس و قزاح کے رنگ بنا کر ہو ا میں اچھا ل دیتا ہے ۔ یوں کیف و نشاط کے کئی سامان قاری کے حصے میں آتے ہیں ۔ یو رپی زندگی میں اس کا علم جن ذرائع سے اپنی غذا حاصل کر تا ہے اس میں قدیم اسا طیر ی علم ہی اس تک کسی نہ کسی ذریعے سے ضرور پہنچا ہے ۔ ان اسا طیر ی حوالوں کو یو نس متین نے اپنے فکری نظام کا حصہ بنا کر اس سفر نامے کو مختلف شیڈ ز عطا کیے ہیں اور اس میں معروض کے حوالے سے بہت سی معنوی جہتیں اجاگر ہو تی ہیں لگتا ہے داستانوں کے مطالعے نے اس کے فکری تنا ظرکے ارتقا ء میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔ اس لیے اس کی شاعری میں بھی داستانوی رنگ ابھر آیا ہے ۔

یو نس متین کی شاعری یقینا ََ ایک تجربہ کار شاعر کا تخلیقی اثاثہ ہے ۔ اس کا جمال ِ شعر معا شی تضادات اور فکری ابعاد کے ارتباطِ باہمی کے ساتھ ساتھ اس کی حد سے بڑھی رومان پسندی سے نمو پا کر الفا ظ کے سا نچے میں ڈھلتا ہے ، منظر نگاری اور داستان گوئی کے رجحانات اسے مزید دلکش ودل آویز بنا تے ہیں ۔ اپنی بعض فنی ،تکنیکی خا میوں کے با وجو د ایک رودِسبک رفتار کی طرح ساحلوں سے اٹکھیلیاں کر تا ہوا آگے بڑ ھتا ہے لیکن ابھی اس کا تخلیقی تمو ج کھل کر گہر بار نہیں ہوا۔

قاضی عطا ء یو نس متین کی شاعری پر گفتگو کر تے ہو ئے یوں کہتے ہیں ۔

" میر ، غالب اور اقبال عظیم شا عر ہیں ۔ اس کے بعد کئی ایسے نام سامنے آتے ہیں جنہیں ہم بڑے شاعر قرار دے سکتے ہیں ۔ جدید نظم کی حد تک راشد ، مجید امجد ، میرا جی ، فیض ، مختار صدیقی اور منیر نیازی رجحان ساز اور بڑے شاعر ہیں ۔ یو نس متین صاحب یقینا َ نظم کے اچھے شاعر ہیں مگر رجحان ساز نہیں ۔ " ۲؂

یو نس متین نظم کا ایک اچھا اور تجربہ کار شاعر ہے وہ متنو ع شعری نمو نوں کے ذریعے اپنی الگ شنا خت پیدا کر نے کے لیے شب و روز محنت کر رہا ہے ہو سکتا ہے اس کی پیش قدمی با لاخر اسے اْ س کی منزل ِ مقصود تک لے جا ئے ۔

یو نس متین 4 جون 1957ء کو عارف والا کے ایف بلاک میں پیدا ہو ئے ۔ یو نس کے والد کا نام مرزا دین محمد اور دادا کا نام مرزا جان محمد تھا ۔ مرزا جان محمد ہند وستان میں پنجاب کی ایک تحصیل جالند ھر میں رہا ئش پذ یر تھے ۔ 1947 ء کے ہنگا موں میں مرزا جا ن محمد شہید ہو گئے اور اس کے بعد یو نس متین کے والدین جالندھر سے ہجرت کر کے عارف والا میں منتقل ہو گئے عارف والا میں منتقل ہو نے کے بعد یو نس متین کے والد مرزا دین محمد نے لو ہے کا کاروبار شروع کیا ۔ مرزا دین محمد کے چھ بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے بیٹے کانام نذیر احمد تھا اور اس سے چھو ٹے یو نس متین یوں بھا ئیوں میں یو نس کا دوسرا نمبر تھا یو نس متین کا بچپن عارف والا کی گلیوں میں گزرا ۔ عارف والا پا کستان کا ایک مشہور شہر ہے جو خر بو زوں کی سوغات کی وجہ سے بھی شہر ت کا حامل ہے عارف والا کی سر زمین ادب کے حوالے سے بڑی زرخیز ہے اور یہاں علم و ادب سے تعلق رکھنے والے لوگ اب بھی موجودد ہیں ۔

 تعلیم چونکہ انسانی زیور ہے اور تعلیم کے بغیر انسان بالکل ادھورا اور نا مکمل ہے یو نس متین کے والدین نے بھی علم کی اہمیت کو مدنظررکھتے ہو ئے اپنے ہو نہار بیٹے کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر نے کا فیصلہ کر لیا ۔ یو نس متین اپنی ابتدائی تعلیم کے بارے میں بات کر تے ہو ئے کہتے ہیں :

" مجھے دوسرے بچوں کی طرح تعلیم حا صل کر نے کے لیے مسجد میں بھیجا گیا تا کہ میں قرآن مجید پڑ ھ سکوں مسجد میں کچھ عرصہ قرآن کی تعلیم حا صل کرنے کے بعد مجھے عارف والا کے ایک مشہور مد رسہ عر بیہ فاروقیہ میں بھیجا گیا جہاں میں نے قرآن پڑ ھنے کے ساتھ ساتھ دینی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا مد رسے میں میرے استاد جن سے میں نے علم کا شرف حا صل کیا ان کا نام قاری غلام نبی تھا ۔قرآن مجید کی تعلیم حا صل کرنے کے بعد مجھے عارف والا کے ایک پرائمری سکول میں داخل کروایا دیا گیا یہاں سے پرائمری پاس کرنے کے بعد میں نے عارف والا کے مشہور و معروف سکول ایم سی ہا ئی سکول میں داخلہ لیا ۔ میٹرک کا امتحان بھی اسی سکول کی طرف سے دیا ۔ بد قسمتی سے میری اردو میں کمپارٹ آگئی ۔ میٹرک میں کمپارٹ منٹ آنے کے بعد میں نے پڑ ھا ئی چھو ڑ دی اور اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں لگ گیا ۔" ۳؂

یو نس متین کو شادی کے معاملات میں اپنے گھر والوں کی مر ضی پر عمل کرنا پڑا جیسا کہ ان کے خاندان میں یہ رواج تھا کہ شادی گھر والوں کی مرضی سے ہو تی تھی ۔ اس لیے یونس متین کی شادی گھر والوں کی مر ضی سے ہو ئی ان کی اہلیہ بھی ان کی برادری سے تعلق رکھتی تھی ۔ یو نس متین کی اہلیہ کانام نسیم اختر ہے یونس متین کے پا نچ بچے ہیں جن میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں بیٹوں میں احمد ابو ذر، احمد سلمان اور بیٹیوں میں سعدیہ ، فا ئزہ اور چاندنی بی بی شامل ہیں ۔ یونس متین کا رجحان ملا زمت کی طر ف نہیں تھا ۔ یونس اپنے والد کے ساتھ ان کے کاروبار میں ہا تھ بٹا یا کر تے تھے ۔ یونس اپنے کاروبارکے بارے میں کہتے ہیں ۔

" میں نے 1982 ء میں عارفوالا میں ائیر کو لر کا کارخا نہ لگا یا اور اس طرح میں نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہو ئے ملا زمت کی بجا ئے اپنے ذاتی کاروبار کو ترجیح دی ۔ عارف والہ میں کام کرنے کے بعد میں لا ہور چلا گیا وہاں جاکر لیدر گارمنٹس کا سٹچینگ یو نٹ لگا یا ۔ میں نے اپنے کاروبار کو مزید ترقی دینے کے لیے اپنی گارمنٹس کو امریکہ ، جرمنی وغیرہ ایکسپورٹ کرنا شروع کر دیا ۔ "

شعری سفر کے حوالے سے بات کی جائے تو جہاں تک شعر کا تعلق ہے یو نس متین اپنے شعری سفر کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

"جن دنوں میں ایم سی ہا ئی سکول عارف والا میں زیر تعلیم تھا غالباَ آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا اس وقت میں نے اپنا شعری سفر شروع کیا ۔ شاعری سے لگاو مجھے بچپن سے ہی تھا لیکن میں نے جو پہلا شعر کہا تھا ملا حظہ فر ما ئیے ۔

پا ؤں گر جستجو کا رک جا ئے

روح میں اک شگاف پڑ جا ئے

قتل ہو تے ہیں بے بہا انجم

چاند سے کون خوں بہا لا ئے ۴؂

 یونس متین شعری و ادبی حلقوں میں اپنا نام بنا چکے تھے اور ان کی شاعری میں مزید نکھار پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا ۔ مجلس فکر اقبال میں حصہ لینے کے بعد یونس متین کے شعری شعور کو اور بھی نکھار ملا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لکھنے لگے ۔ ان کی نظمیں مختلف رسالوں اور اخباروں میں چھپنا شروع ہو گئیں تھیں یونس متین کی نظمیں اس دور کے مشہور رسالوں میں چھپ رہی تھیں " جس وقت یونس متین عارف والا کی ادبی انجمن فکر اقبال کے ہفتہ وار اجلاسوں میں شریک ہو اکرتا تھا تو اس وقت وہ بالکل نوآموز تھا لیکن اس کے اشعار میں بہت پختگی تھی اس کی عمر کو دیکھ کر اندازہ نہیں لگا یا جا سکتا تھا کہ اتنی کچی عمر والا اتنے پکے شعر کہ سکتا ہے " ۵؂

یونس متین نے اپنے سفری احوال کو نظموں کی صورت میں بیان کیا ہے ۔ یونس متین کا یہ سفر نامہ"ایک چکر ہے میرے پاوں میں"1991 ء میں منظر عام پر آیا اور اس کو طفیل آرٹ پرنٹر ز لاہور نے چھا پا ہے اس کتاب کے شروع میں غالب کا یہ شعر درج ہے۔

مانع دشت نو ردی کو ئی تد بیر نہیں

ایک چکر ہے میرے پا ؤں میں زنجیر نہیں

ڈاکٹر ریاض مجید کا کہنا ہے:"یونس متین ایک رجحان ساز جادوگر قسم کا شاعر ہے ان کی نظمیں جہان معنی کے نئے در کھولتی اور دلوں پر سحر کرتی محسوس ہو تی ہیں ۔ داستان گو کی اکثر نظمیں ان کے اس زمانے کی یاد گار ہیں جہاں دو صدیاں ایک نقطے پر جمع ہو رہی تھیں ۔ "؂۶

یونس متین کے ہاں اس کی نظمیہ شاعری میں متنوع موضوعات ملتے ہیں۔ عشق و محبت داخلی وخارجی رجحانات سیاسی و عصری واقعات ، اور سماجی مسائل کے مشاہدہ سے ان کی شاعری تزئین حاصل کرتی ہے۔ یونس متین کے ہاں ابتدائی نظموں سے آخر تک کے سفر میں فکری یکسانیت نظر آتی ہے۔ جس کا تسلسل وہ ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔ ان کی نظموں میں جدت ، ہیئت اور تکنیک بھی ملتی ہے۔یہ وہی رومانی فضا ہے جو راشد کی نظموں " زندگی ، خواب کی بستی اور رخصت" میں موجود ہے۔یونس متین کے بیان حسن کا جذبہ نہ صرف مادی( انسانی) حسن کے مشاہدے اور اظہار میں موجود ہے بلکہ حسنِ فطرت کا وسیع درک اور اس کا زور آور بیان ان کی نظموں میں موجود ہے۔ فطرت کے حسن کی عکاسی”داستان گو“ میں موجود فطری حسن سے بھرپور نظم " سرسوں کے کھیت میں" بھر پور طریقے سے کی گئی ہے۔

داخلیت بنیادی طور پر تنقید اور علم نفسیات کی اصطلاح ہے۔ بیرون بین شخصیات و مباحث سے قطع نظر اندرون بین شخصیات یا مباحث داخلیت کے ضمن میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ادب میں داخلیت سے مراد شاعر واردات کو نجی جذبات واحساسات میں ہی گزاردیتا ہے۔ اگر وہ بیرون پر نظر ڈالتا بھی ہے تووہ اسے بھی ذات کی عینک سے ہی سے دیکھتا ہے۔ یہ داخلی رویے کافی حد تک وراثتی ہوتے ہیں تاہم ماحول کی ابتری، حالات کی دگر گونی بھی انسان کو داخلیت کا شکار کردیتے ہیں۔ جیسے میر کی شاعری یا دبستان دہلی کی شاعری داخلیت کی حامل ہے۔ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جس معجزہ فن میں احساسات و جذبات کے ذریعے خون جگر کی نمودہو وہ داخلیت کا ترجمان ہوتا ہے۔

ڈاکٹر علی محمد خاں یوں رقم طراز ہیں:" داخلیت خارجیت کی ضد ہے داخلیت کے معنی باطنی اور داخلی کیفیات کے ہیں۔ کلام میں واردات ، نازک احساسات اور لطیف جذبات کو پیش کرنا داخلیت کے زمرے میں آتا ہے۔ داخلیت بطریق خوبی دبستان دہلی کی خصوصیت ہے۔ میر دور ، میرتقی میر، بہادر شاہ ظفر ، جگر، حالی، اقبال اور فیض کی شاعری کا بڑا حصہ داخلیت کا عکاس ہے۔"۷؂

"اپاہچ ، اندھی آہٹیں ، سحر زدہ شہر کی داستان اور اصنام وغیرہ ایسی ہی نظمیں ہیں جن میں احساس کی حدت کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ احساس " غربت افلاس" کو موت کے نرغے میں جاتے دیکھ کر شدت سے جذباتی کشمکش کی صورت ان کی نظموں میں جاگزیں ہوتا ہے۔

یونس متین کے ہاں فکری عنصر تہہ در تہہ ملتا ہے۔ ان کی شاعری حیات اور سماج کے حقیقی مسائل سے حقیقی انداز میں بحث کرتی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ان کے ہاں تشکیک کا عنصر بھی در آیا ہے۔ اور بعض اوقات زندگی سے بیزاری ملتی ہے اور وہ انسانوں اور کائنات سے مایوس و ناامیدنظر آتے ہیں۔ تاہم فرار اور بیزاری کے جو عناصر ان کی ابتدائی نظموں میں ابھرتے ہیں وہ بعد ازاں خوش گوار جذبۂ ہم آہنگی سے مبدل ہوجاتے ہیں۔

وہ روبرو کھڑی رہی

میں حیرتوں میں کھوگیا

لہو کی تیز گردشوں سے کا نپتے لبوں پہ زہرروح کا اچھال کر

وہ برف زادسینہء سفید کی چمک نگاہ میں لیے

ضمیر عالمی کی بے حسی پہ دھاڑتے ہوئے

وہ چیخ کر پکارنے لگی،یہ دیکھ

یہ درانتیوں کے یہ نشان دیکھ ، بیس فوجیوں کے دانت دیکھ ۸؂

یونس متین ان سماجی حالات کو تبدیل کرنے کے خواہش مند ضرور ہیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک سماجی تبدیلی ہی اجتماعی زندگی میں آسودگی پیدا کر نے کا محرک ثابت ہوسکتی ہے۔ ان کے ہاں سماجی، معاشرتی اور سیاسی صورتِ حالات کی تلخی پر حساس طنز موجود ہے۔یونس متین زندگی کی تلخیوں کو محسوس کرکے انہیں احساس شعر میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ حالات کا کرب پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، اور وہ خود بھی اس کرب سے گزرنے لگتا ہے۔ اور احساس کی سولی پر چڑھا ہوا محسوس ہوتا ہے جو شاعر کے باطن میں موجود ہے۔ یونس متین کی یہ بات بے شک فوری طور پر سمجھ میں نہ آئے لیکن غور وفکر کے بعد جب اس کا ادراک حاصل ہوتا ہے تو ہم خود کو ان کے جذبوں کے حصار میں محصور پاتے ہیں۔

یونس متین کو اس جدت پسندی کی بناء پر روایت کا باغی بھی قرار دیا جاسکتا ہے حالاں کہ حقیقت صرف یہ ہے کہ راشد نے ہیت اور اسلوب موضوع و مضامین کے اعتبار سے شاعری میں انحراف کیا ہے، جب کہ یہ کہنا مناسب ہے کہ انہوں نے جدیدلب و لہجہ کو اردو ادب میں متعارف کرایا اور شاعری کی نئی روایات کو جنم دیا ہے۔

اس نے مغربی علوم وفنون سے بھی استفادہ کیا ہے اسی لیے ان کے ہاں نیا شعور اور نیا احساس ملتا ہے اشیاء کو دیکھنے ، برتنے اور ان سے مثبت اثر قبول کرنے کا اس کا اپنا انداز ہے۔

اس نے محسوس کیا کہ قاری کو سیدھے سادھے انداز میں کوئی خیال پیش کرنا درا صل انہیں ان کی ذہنی صلاحیتں آزمانے سے محروم کردینا ہے۔

اس لیے ان کی نظموں کے اندر پیچ وخم اور پیچ در پیچ خیالات بھی ملتے ہیں۔اور ان کے اظہار وابلاغ میں بھی جدت ہے۔

 یونس متین نے محسوس کر لیا تھا کہ پابند نظم یا غزل ان کے اظہار خیال اور ابلاغ مضمون کے لئے ناکافی ہے۔ چنانچہ اس کے لیے انگریزی، پرتگالی اور مشرقِ وُسطیٰ کے شعراء کی تقلید میں جدید نظم کا ڈھا نچہ تیار کیا اور اس میں اپنے جدید موضوعات سے رنگ بھرے۔ اس کی آزاد نظموں میں جدت پسندی کا وسیع التزام موجود ہے۔ مثال کے طور پر یہ نظم کا ٹکڑا دیکھیں۔

؎جسم ہمارے اور کہیں ہم چلتے پھرتے سائے

لکھ اک نظم کہ ہم نے موسم کا کفن نہیں پہنا

لکھ اک نظم کہ سورج کبھی غروب نہیں ہوتا

آنکھ سے اوجل ہوتا ہے۔

میں نے جس کو بھولنا چاہا

بھول نہیں پایا ہوں

اے ٹوٹے ہوئے پیمان کی رات ۹؂

اسی جدت اور تنوع کی وجہ سے ان کی نظم اپنی ترکھٹنا ئیوں کے باوجود اردو نظم کی روایت میں اپنا نام پیدا کر چکی ہے۔ نتاشا اور داستان گو ان کی جدت پسندی اور تنوع کا عمدہ نمونہ ہیں۔

حیات انسانی صرف گھر کے محدود ماحول یا کسی شہر کے حالات سے ہی اثر قبول نہیں کرتی لہذا اسے اپنے ملک اور ملک سے باہر ساری دنیا میں جو حالات جنم لیتے ہیں اور ان سے جو سیاسی تبدیلیا ں عمل میں آتی ہیں ان کا اثر بھی لازمی طور پر قبول کرتی ہیں۔ یونس متین نے جس دور میں شعور پایا وہ پاکستان میں سیاسی انتشار کا دور تھا سامراجی قوتیں غالب تھیں حقیقت پسند ملک سے محبت کرنے والے لوگ مغلوب، جب کہ سازشی اور مفاد پرست طبقہ غالب ہورہا تھا۔ مگر سیاسی بقا اور آزادی کے لئے لوگ جنگ لڑرہے تھے۔ جن کی وجہ سے یونس متین کی نظموں نے اس اثر کوقبول کیا اور پھر اس کا بھر پور ابلاغ ظاہر ہوگیا۔

یونس متین نے اپنے دور کی درست عکاسی کی ہے کہ وہ روز بے روزگاری، مفلسی ، کا شکار ہو کر کس طرح سامراجی خداؤں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

ہمارا شاعر انسانوں کی زبوں حالی ، غربت و افلاس اور نظم وستم کے مارے ہوئے لوگوں کے کرب کو محسوس کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اس ساری صورت حال کوبدل ڈالے۔ لیکن عملی اقدامات کرنے کی حیثیت میں نہ ہونے کی بنا پر اسے صرف محسوس کرنے اور بیان کی حد تک ہی رہ جاتا ہے۔ ان کی نظموں نے ترقی پسندانہ نظریات کی ترجمانی کی اور اپنے ماحول کی جان دار عکاسی کی ہے۔

یونس متین کی شاعری آغاز سے لے کر تا حال آمرانہ استحصال سے متعلق ہے پاکستان میں سیاسی انتشار اور آمرانہ طرز حکومت نے

انسانی زندگی مجموعی طور پر اجیرن کر رکھی تھی۔ اس نے نموپذیری کے تمام چشمے خشک کردیے ۔ سیاسی اور اقتصادی غلامی نے انسانی ذہنوں کو ایک عرصے تک مفلوج رکھا اور ملکی اور غیر ملکی دباؤ کی صورت ملکی ادارے بدترین اثرات کی زد میں رہے۔

یونس متین نے ان سیاسی اور نو آبادیاتی فلسفہ ہائے کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کا بہترین ابلاغ کیا ۔ وہ یہ محسوس کررہے تھے کہ ہم تاریخ کے جس دور سے گز ررہے ہیں وہ انسانی تاریخ کا نازک ترین دور ہے۔ جس میں انسانی پستی اپنے عروج پر ہے۔ جس نے انسانیت کی اعلیٰ اقدار اور زندگی کے حسین مشاہدے کو کچل کررکھ دیا ہے۔

مگر ان سب امور سے قطع نظر ان کے انداز میں ایک تیقن اظہار اور زورمیں پھیلاؤ پایا جاتا ہے۔ ان کی ہر نظم سیاسی موضوع موضوعیت اجزائےترکیبی اظہار خیال اور ایک ایک لفظ سے انفرادیت پر کاتی نظر آتی ہے۔

یونس متین نے اپنی شاعری میں ترقی پسند نظریات کو بخوبی سمویا ہے۔ اور وہ بھی دیگر شعرا ئے اردو کی طرح ترقی پسندانہ روش پر چلنا پسند کرتے ہیں۔ان کے ہاں یہ رجحان عموما نظر آتا ہے جو کہ ترقی پسندوں کی عمومی علامت ہے مگر یہ ترقی پسند یت مذہب کے آڑے نہیں آتی۔

یونس متین کی انفرادیت کا بنیادی وصف سیاسی عناصر کا التزام ہے۔ انسان خلا میں زندگی بسر نہیں کرتا نہ ہی وہ پتھر کی مانند بے حس ہوتا ہے بلکہ اپنے اردگرد حالات کو دیکھتا ہے اور خود کو سیاسی اور سماجی تحریکوں سے مرتب کرکے اثر قبول کرتا ہے۔

ہمارا شاعر بھی فنکار ہو نے کی حیثیت سے ان کا بھر پور اثر لیتا ہے۔

انسان اپنے ماحول کی پیداوار ہوتا ہے اور یہ ماحول اس کی سوچ اور فکر پر اثرانداز ہوتا ہے۔ یہی ماحول اس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے ظاہر بھی ہوتا ہے یونس متین کی شاعری میں سیاسی اور ترقی پسندانہ حوالہ جات اتنے کم نہیں ہیں کہ نقاد انہیں نظر انداز کردے وہ ملکی اور غیر ملکی انقلابی تحاریک سے متاثر ہیں۔ ایک حریت پسند شاعر ہونے کی بناء پر آمرانہ اور دباؤ کے حالات کو قابو کرنا اور انہیں من وعن قبول کرنا ان کے کیے ممکن نہیں۔

شاعر جو کچھ کہتا ہے وہ اس کا خیال اور کس طرح کہتا ہے وہ اس کی تکنیکی ہیئت ہے یونس متین نے قدیم اور کلاسیکی شعری تکنیک سے ہٹ کر ایک نئی تکنیکی ہیئت کا تجربہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ صنف نظم ہی ہے لیکن انہوں نے آزاد تسلسل کو آزادنظم کا نام دے کر آزاد خوبیوں سے مزین کردیاہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یونس متین جب اس صنف سخن کی طرف مائل ہوئے تو اس میں کسی حد تک پیروی مغرب اور جدت طرازی کے شوق کو ضرور دخل رہا ہوگا کہ وہ اپنے اندر ایک کشش رکھتےہیں ۔ اس کی اہم وجہ یہ بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک سے زیادہ طرزسخن اور احساس ہیئت بھی موجود ہے۔

یونس متین کی نظموں میں ہیئت کا یہ احساس ہر جگہ ملتا ہے کہیں کہیں واقعتاً آزاد تسلسل کی سی فضاپیدا ہو جاتی ہے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ کسی ایک موضوع پر ہنگامی سوچ رکھتے ہوں اور وہ اپنے احساس کو لفظوں کی صورت ترتیب دینے سے قاصر ہوں اس وجہ سے بعض اوقات ان کی نظم مخص الفاظ کا کباڑ خانہ یا لفظی گورکھ دھند ا بن کر رہ جاتی ہے اور اسی کثیرلفظی کی وجہ سے بے جاطوالت معنی اور مفہوم کو بے مقصد اور بے معنی کردیتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر کسی جذبے کے غلبے کے تحت کہی گئی نظموں میں خارجی بے ترتیبی کا احساس ملتا ہے۔ لیکن داخلی تسلسل ان نظموں میں بھی ہر جگہ محسوس ہوتا ہے دراصل یونس متین شاعری کی کلاسیکی روایت کی پاس داری ان معنوں میں کرتا نظر آتا ہے جب وہ کسی روحانی جذبے کو اپنی کسی نظم میں پیش کرتا ہے۔ ان کے ہاں شاعری میں ایک اعتراض یہ بھی اٹھایا جاسکتا ہے کہ ان کے ہاں انگریزی ولاطینی الفاظ ودیگر زبانوں کے ، نامانوس الفاظ کا غلبہ نظر آتا ہے۔ جن سے نقاد ادب اس شاعری کو نامانوس شاعری گردانتا ہے۔

یونس متین کے ہاں " ذیلونی میں 'نا سٹلجیا'پن فیلوف کی بوڑھیاں " جیسی نظموں میں انگریزی ولاطینی وغیرہ مانوس الفاظ وتراکیب سے محبت کا پتہ چلتا ہے اور یہ الفاظ وتراکیب محض زبان کا پتہ دیتے نظر آتے ہیں مگر اس سے شاعرانہ طرب مفقود ہو جاتی ہے۔

ان کی نظموں کے مطالعے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یونس متین نے آزاد نظم کی تکنیک میں بحر کے ارکان میں کمی بیشی کی بندوں کی تقسیم کا کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا ۔لیکن کہیں کہیں قافیہ سے مکمل اجتناب نہیں کیا بلکہ اکثر نظموں میں اوپر تلے قافیے استعمال کیے ہیں یا پھر وہ قا فیے نہیں تو باوزن الفاظ ضرور استعمال کیے ہیں کہ قافیہ کا گمان ہوتا ہے " میں" قصہ گوزمانوں کا" کے کچھ بند ملاحظہ ہوں

ہاں ------------

سرائے میں رونق تھی اس دن

قافلے ------- اک ایک کر کے آرہے تھے

شام ڈھلتی جارہی تھی۱۰؂

یونس متین بیسویں صدی کے ان شاعروں میں سے ہیں جن کو نقطہ عروج اکیسویں صدی میں ملا یوں وہ بیسویں واکیسویں صدی کے سنگم پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے اردو شاعری کی روایت سے واضح بغاوت کرکے مواد وہیئت ہر دو اعتبار سے ایک نئے تجربے کا ثبوت فراہم کیا ہے ۔ ہمیں ان کی شاعری میں اپنی مروجہ شاعری کے مقابلے میں داخلی و خارجی،فنی وفکری ہر لخاط سے ایک مکمل انحراف ملتا ہے۔یوں تو غیر مقفٰی اور غیر مردف نظمیں شرر ، اقبال، راشد اور مجید امجد نے بھی لکھیں مگر ان کو نئی جہت اسلوب فکروبیان پیش کش اور اپنے مخصوص آہنگ وتاثیر کے اعتبار سے یونس متین نے بھر پور طریقے سے جگہ دی۔

ان کی نظم میں ردیف اور قافیے کا التزام نہیں ہوتا اور اگر کہیں کہیں ہوتا ہے تو کسی مسلمہ قاعدے کے تحت نہیں ساتھ ہی ساتھ ان کے ہاں کسی مسلمہ وزن کی پابندی بھی نہیں ہے، علاوہ ازیں وہ زبان میں بھی نت نئے تجربات کرتے ہیں۔ ان کے ہاں آپ کو نئے نئے الفاظ وتراکیب تشبیہات واستعارات ملیں گے۔ انہوں نے اپنے الفاظ کو نئے معنی ومفاہیم بھی عطا کیے ہیں۔ ان تمام باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عام قاری کے لئے ان کی اکثر نظمیں مبہم اور غیر واضح ہوجا تی ہیں

اور یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ قاری اور شاعر کے مابین ابلاغ اور افہام وتفہیم کی درست صورت پیدا نہیں ہوسکتی۔

جہاں تک کلام کے مجموعی تاثر کا تعلق ہے ان کی اکثرنظمیں قاری کے ذہن پر کوئی صحت مند اور دیر پااثر مہیا کرنے میں فی الفور کامیاب نہیں ہوتی بلکہ دیر سے اور بعداز تفہیم دیر پا اثر ڈالتی ہیں۔ چوں کہ ان کے ہاں ، سیاست، بھوک افلاس ، ظلم اور اس کے خلاف بغاوت اور سفر در سفر کی تکرار ملتی ہے۔اس لیے زندگی یونس متین کے لئے زہر بھرا جام نظر آتی ہے۔ جسے پینے کے بعد مردہ دلوں کو جسمانی موت اور زندہ دلوں کو بقائے دوام نصیب ہوتا ہے۔ اس بناء پر یونس متین کے ہاں ایک اعصابی تکان ذہنی شکستگی اور حد سے زیادہ احساس کمتری نے غلبہ پالیا ہے۔ ظاہر ہے ایسی ذہنی پر اگندگی اور شدید انتشار کی صورت ان سے کسی منظم مرطوب او رتوانا و صالح تصور کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

یونس متین نے اردو نظم میں نئے تجربات کیے اور نئی تبدیلیوں اور ان کے فروغ کو اہمیت دی ہے۔ نظم ، نظم معریٰ ، نظم آزاد ، نثری نظم اور پابند نظم میں ہیئت کے اعتبار سےان کے ہاں بو قلمونی زیادہ ملتی ہے۔ یونس متین دیگر اصناف شعراردو سے قطع نظر غزل سے دو قدم آگے نظم کے شاعر ہیں۔

ان نثری نظمیہ ، یا آزاد شعروں ، مصرعوں میں وہ شعریت بحرحال ہے جو شعرانہ مصر عوں میں بہت کم ملتی ہے۔ یونس متین کی شاعری میں لفظیات کا بہت خیال رکھاگیا ہے۔ اس کا لفظی ذخیرہ نہ تو مستعار ہے بلکہ حالات حا ضرہ کی تقلید اور فرسودہ لفاظی ہے اور رنگ وآہنگ موقع ومحل کے مطابق موزوں الفاظ پابند نظم کئے ہیں۔

اس اعتبار سے وہ الفاظ تراش ہے جس نے نظم اردو میں اردو ، لاطینی، فارسی ، انگریزی اور دیگر زبانوں کے الفاظ سے بھی بخوبی کام لیا ہے۔

"اگرچہ یونس متین شاعری کے جملہ اسلحہ سے پوری طرح ہتھیار بند ہے اور الفاظ کے انتخاب اور استعمال کا اس کا اپنا ایک سلیقہ بھی ہے۔ تاہم شاعری سے اس نے بظاہراتنا ہی کام لیا کہ سفرنامہ یا داستان گو کی شیرینی کا پتلا غلاف اور بھی چڑھادیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ گولی چبا چبا کر نہیں بلکہ چوس چوس کر کھانے والی چیز ہے کہ اس سے پیٹ بھرنا نہیں بلکہ لطف اندوز ہونا اور اس کے پراسرار نشے سے آنکھیں چار کرنا ہے۔

تشبیہ واستعارے کے بارے میں ہر دور کے شعرا کا قول ضرب المثل رہا ہے کہ یہ شاعری کی جان ہوتے ہیں اور شعر کی تزئین وآرائش کا کام سر انجام دیتے ہیں۔ یونس متین کے ہاں یہ التزام خصوصیت کے ساتھ موجود ہے کہ قافیہ اور ردیف کے ہٹ جانے کے بعد نظم کہیں خشک نہ رہ جائے، اسی لیے یونس متین نے اپنے اپنی نظموں میں نہایت خوب صورت اور برمحل تشبیہات اور استعارے استعمال کیے ہیں اور یہ تشبیہات نئی طرح کی اور تھوس حقائق سے ابھری ہیں۔ یونس متین نے چلتی پھرتی اور متحرک زندگی سے انہیں کشید کیا ہے ان میں مشاہدے کی گہرائی بھی ملتی ہے اور احساس کی شدت بھی۔

 کرب میں ڈوبی نگاہ منتظر

پر شکن ماتھا، لب ورخسار پر شعلوں کا رقص

لالہ زاررنگ و شا عر ی بو میں آگ سی بھڑکی ہوئی

آنکھ میں غصہ

جوانی انتظارِ شوق میں بھپری ہوئی

دیکھ کر پہلے بگڑ جانا تیرا

 اور پھر چپکے سے با نہوں میں اتر جانا تیرا ۱۱؂

یہ کہناکہ یونس متین کی شا عر ی ہیئت اور تجر بے کی نسبت مشاہدہ کا ئنا ت اور معلوما ت کی نسبت سے ان کی تصو یر کاری کی بنا پر اہمیت رکھتی ہے درست تو ہے مگر پوری سچا ئی کی حامل نہیں کیوں کہ یو نس متین کے ہاں شا عر ی میں ہیئت کے جوتجربے ملتے ہیں وہ تکنیکی لحاظ سے اہم تر ہیں کیوں کہ ہیئت ہی شاعری کا خارجی روپ ہوتی ہے کوئی شخص کوئی بات کس طرح کہتا ہے ہیئت کا مسئلہ ہے مگر کوئی شخص بات میں کیا بیان کرتا ہے یہ شاعری کا داخلی پہلو ہے۔

ہیئت کا تجربہ یونس متین کی شاعری کی اس تکنیک کو اور اس وسیلے کو ظاہر کرتا ہے جو ہمارے شاعر نے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اختیار کیا۔ اس لئے اصولی طور پر ہیئت اور مضمون کو غلط ملط نہیں کرتا چاہیے ۔ یونس متین کی شاعری تہہ دار شاعری ہے اور شاعر کسی ایک مضمون کو سوڈھنگ سے باندھے کا فن جانتا ہے ان کی شاعری میں طرز وفکر اور انداز وبیان دونوں میں کئی تہیں ملتی ہیں۔

عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں۔

”وقت کی دیوار میں دروازہ بناتے ہاتھ ۔ ستاروں سیاروں سے کھیلتی انگلیاں۔ مابعد میں پھیلے سنائے ۔ خواب گاہوں میں اُڑتے کبوتر ۔ رنگوں سے باتیں کرتی اداسی ۔ جسم کے جنگلوں میں بین کرتی چڑیلیں اور روح کے بیابانوں میں چیختے ہوئے جنات ۔۔۔ یہ سب مناظر یونس متین کی شاعری کا حصہ ہیں۔ جنہیں دیکھ کر قاری حیرت زدہ ہو کر اپنے معروض سے کٹ جاتا ہے اور کسی اور ہی دُنیا کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ یونس متین اپنے ہنر سے شاعری کی ایسی مئے ناب بناتا ہے جس کے ہر جام پر صرف اُس کا نام لکھا ہوتا ہے۔ نظم کے حوالے سے یونس متین اُردو ادب میں ایک بڑا اور معتبر نام ہے۔ اس کی شاعری اتنی جان دار اور توانا ہے کہ بڑے بڑے ادبی بلو ان اس کے آگے تنکوں کی طرح اڑتے پھرتے نظر آتے ہیں ریشم گلی کی نظمیں ایک نئی کھنک نیا لہجہ اور تازہ کاری کے سبب اپنی ایک الگ پہچان رکھتی ہیں۔ یہ محبت کی وہ کتاب ہے جسے نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے سرہانے کے نیچے رکھ سویا کریں گے تا کہ وہ ریشم گلی کے خواب دیکھ سکیں۔ اپنی محبتوں کے خواب ۔۔۔۔۔“ ۱۲؂

یونس متین کی نظموں کو پڑھتے ایک سیاح کا ویسا تا ثرا بھرتا ہے جو ملکوں ملکوں، دیسوں دیسوں کے مناظر اپنی نظم میں قلم بند کرتا نظر آتا ہے ان کے ہاں تصویریں جامد اور ساقط نہیں بلکہ سینما کی تصویروں کی طرح متحرک ہیں۔ ان تصویروں کی حرکت پذیری سے ہمیں زندگی اور اس کی تمنائیت کا حساس ملتا ہے ۔ یونس متین نے ان تصویروں میں نئے تجربات ، تشبیہیں اور استعارے استعمال کیے ہیں ان کی شاعری میں بنی نوع انسان کے داخلی وخارجی مباحث ،فطری منا ظر اور کا ئناتی پس منظر کےساتھ انسانی مسائل بذات خود منظر بن کر ابھرے ہیں وہ بنی آدم کو محبوب اور اس کے مسائل کو ذاتی سمجھتا ہے۔اور کبھی اس محرکات کو اپنے تسلط اور کبھی کا ئنات کے وسیع تر کینوس میں جادیکھتا ہے۔

یونس متین نے جزئیات میں ترتیب اور توازن پیدا کرکے اچھوتے موضوعات کے لئے راستہ ہموار کردیا ہے وہ خیال کو مصرعوں اور قافیوں میں توڑتے ہیں تو شاعری میں تکرار اور طوالت پیدا ہوجاتی ہے جو قاری کے ذہین پر ایک گھٹن اور پژمردگی پیدا کردیتے ہیں۔ مگر ہمارا شاعر اس سے گھبراتا نہیں مگر اس سے اپنی انا کو معتبر کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے جو کہ نظم اردو پر ایک بوجھ محسوس ہوتی ہے یونس متین ان خلاؤں کو خوش ترکیب اختر اعوں اور چھوٹے چھوٹے اشعار یہ ٹکڑوں میں بانٹنے کا اپنی نظموں میں خاص التزام کرتے نظر آتے ہیں اور اس فن کی ابتدائی معلومات کا کسی قدر تشکک کرتے نظر آتے ہیں ۔ جس سے یہ انداز لگانا مشکل نہیں کہ وہ پرائی ہیئتوں کے مقاصد اور مفاہیم کے بننےاور سمجھنے کی کوشش کے در پہ ہیں۔ایسے میں یونس متین کی نظم بعض اوقات غزلیہ نظم اور آزاد نظم کی صورت اختیار کر لیتی ہے مگر یہ کرب زیادہ ترقوافی کی ترتیب سے آگے نہیں بڑھتا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور نظمانے یونس متین کی نظموں کے ساتھ اپنی خاص طرح شعری فضا کا فہم وادراک لے آتی ہے اور اس طرح یہ نقطہ نظر آگے بڑھتا ہے۔ ان کے ہاں مقفیٰ اور مسجع نظمیں بہت کم ملتی ہے ۔ اس طرح ان کی نظمیں بعض جگہ حقیقی زندگی کی واضح اور مکمل تصویریں نظر آتی ہیں۔

بلاشبہ یونس متین کی شاعری عارفوالہ کی شعری روایت میں اہمیت کی حاصل ہے۔ وہ محاکات نگاری داخلی وخارجی مباحث فنی وفکری اسلوب نگارش کی وجہ سے حسیاتی تا ثرپاروں کا شاعر نظر آتا ہے۔ فیض اور راشد سے روشنی لیتا نظر آتا ہے۔ ان کی نظموں کے مناظر کے لئے، بھوک،افلاس، سیاسی ، معاشرتی مباحث اور زندہ انسان خام مواد فراہم کرتے نظر آتے ہیں۔ گردپیش میں پھیلے ہوئے مناظرہی سے سورج، پگھلتی چٹانیں، امڈتے ہوئے کائناتی زلزلے، فلک کی گرتی ہوئی چھتیں اور زمانے کی گردشیں اس وقت کے چکر میں خود چکر لگا تا نظر آتا ہے۔ المختصر یہ کہ یونس متین نے جہاں ہیئت کے کئی تجربے کیے وہاں اس نے کئی خوب صورت منا ظر بھی تراشے ہیں۔ اسی لیے ان کی ساری نظمیں، داستانیں اور کہا نیاں اپنے اندر سموئے نظر آتی ہیں ان کی ساری نظمیں صوتوں میں بڑی جان دار، خوب صورت اور حقیقت سے قریب تر آتی نطرہیں۔

حوالہ جات

1. قاضی ظفر اقبال،انٹرویو،پاک ٹی ہاؤس، لاہور،اگست۲۰۱۶ء
2. قاضی عطاء الرحمٰن،ڈاکٹر،انٹرویو،علامہ اقبال لائبریری ،عارف والا،ستمبر ۲۰۱۶ء
3. یونس متین،انٹرویو،جے بلاک عارف والا(رہائش یونس متین)جولائی ۲۰۱۶ء
4. ایضاً
5. ایضاً
6. ریاض مجید،ڈاکٹر،داستان گو:یونس متین، دیباچہ ،لاہورپبلشرز۲۰۱۱ءص۱۸
7. علی محمد خاں،ڈاکٹر،اصنافِ نظم و نثر،لاہور:علم وعرفان ،پبلشرز،۲۰۱۱ءص۴۳
8. یونس متین،داستان گو،لاہور،کائنات پبلی کیشنز،۲۰۱۱ءص۴۹
9. یونس متین ،نتاشا،لاہور،نظمینہ پبلی کیشنز،۲۰۱۵ء
10. یونس متین،داستان گو،لاہور،کائنات پبلی کیشنز،۲۰۱۱ءص۹۶
11. یونس متین، ایک چکر ہے مرے پا ؤں میں،لاہور،سنگِ میل پبلی کیشنز،۱۹۹۱ء،ص۲۹
12. عطاء الحق قاسمی ،ریشم گلی(سرورق)، نظمینہ پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۱۷ء
1. PhD Scholar in Urdu, Islamia University Bahawalpur (khalidhussainadvocate786@gmail.com) [↑](#footnote-ref-1)